دھرتی کا مقصد ترقیاتی برادری، نجی شعبہ، سرکاری اداروں اور متعلقہ شہریوں کو اپنی تحقیقی کاوشوں اور پائیدار ترقی کے حوالے سے اپنی جدوجہد سے آگاہ کرنا ہے۔ اس کے علاوہ یہ ماحول اور ترقی کے حوالے سے اہم ملکی و بین الاقوامی پیشرفت سے بھی آگاہ کرتا ہے۔

دھرتی میں ظاہر کئے جانے والے خیالات، لکھنے والوں کے اپنے ہیں اور پالیسی انسٹیٹیوٹ برائے پائیدار ترقی (ایس ڈی پی آئی) کا بحیثیت ادارہ ان سے اتفاق ضروری نہیں۔

دھرتی

SDPI
Sustainable Development Policy Institute

نگران: احمد سلیم

مدیر: ڈاکٹر حمیرا اشفاق

پالیسی انسٹیٹیوٹ برائے پائیدار ترقی (ایس ڈی پی آئی) کا خبرنامہ دھرتی ہر تین ماہ بعد شائع ہوتا ہے۔

پالیسی اختصاریہ

زہریلی کاسمیٹکس ۔ پاکستان میں پارہ ملی رنگ گورا کرنے والی کریموں (Creams) کے لئے قانون سازی اور قواعد

محمود اے خواجہ اور ایس وقار علی

تعارف

خیال کیا جاتا ہے کہ برصغیر میں جلد کی رنگت کو گورا کرنے کا تعلق ذات پات کے نظام کے ساتھ شروع ہوا، جس کے تحت جن کی جلد کی رنگت صاف ہوتی تھی وہ حکمران طبقہ سے سمجھا جاتا تھا اور جن کی رنگت سیاہی مائل تھی وہ نچلی ذات کے سمجھے جاتے تھے۔ (Islam KS et al 2006)۔ یہ بھی سمجھا جاتا ہے کہ آریائی لوگ جو مقامی آبادی کے مقابلے میں کہیں زیادہ صاف رنگت رکھتے تھے، کی برصغیر آمد کے بعد مقامی آبادی جن کی رنگت سیاہی مائل تھی میں صاف رنگت کی خواہش پیدا ہوئی۔

مختلف کاسمیٹک مصنوعات خاص کر جلد کی رنگت گوری کرنے والی کریموں (Skin whitening Creams) میں انیس ویں صدی سے پارہ (جو کہ انتہائی مضر کیمیائی جز ہے) استعمال کیا جا رہا ہے اور اس سے بنی اشیا مارکیٹ میں آسانی سے دستیاب ہیں اور ترقی یافتہ ممالک سمیت دنیا بھر میں ان اشیاء کا استعمال عام ہے۔ (US NIH, 1996)۔ رنگت میں نکھار پیدا کرنے والی کریمیں بنانے والی صنعتوں نے الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے ذریعہ موثر مہم چلائی ہوئی ہے اور بدقسمتی کی بات ہے کہ کچھ اشتہارات میں اس حد تک مبالغہ آرائی کی گئی ہے کہ صاف رنگت کو پیشہ وارانہ اور ذاتی کامیابی کے لیے لازمی قرار دیا جاتا ہے۔

فہرست

• کاروباری برادری نے منی بجٹ کو توقعات کے منافی قرار دے دیا — 05
• ایس ڈی پی آئی کے چینی مطالعاتی سینٹر کا آغاز بروقت ہے: چینی سفیر — 06
• بڑھتا ہوا درجہ حرارت، پانی کی کمی اور فضائی آلودگی تین بڑے ماحولیاتی خطرات: ایس ڈی پی آئی سروے۔ — 07
• پی ٹی آئی چین پاکستان اقتصادی راہداری کو ماحولیاتی تہذیب کا ایک ماڈل بنائے گی۔ — 09
• پاکستان کے مالی بحران کو روکنے کے لئے سنجیدہ اصلاحات کی ضرورت ہے: ماہرین — 11
• حکومت خیبر پختونخواہ نے 15 سال سے کم عمر بچوں کے دانتوں میں پارہ کی بھرائی پر فوری پابندی عائد کردی۔ — 13
• گوادر کو ایک مستحکم اقتصادی شہر بنانے کے لیے ایک بہتر انتظامی فریم ورک کی ضرورت۔ — 14
• تعلیمی بجٹ اور بجٹ کے عمل کا صنفی تجزیہ — 15

جولائی ۔ ستمبر 2018ء
جلد 19، شمارہ 03
اشاعت: علی عامر
خطاطی و آرائش: شاہد رسول
تزئین طبع: ورڈ میٹ

10۔ ڈی ویسٹ، 3rd فلور، تیمور چیمبرز، فضل الحق روڈ، بلیو ایریا، اسلام آباد، پاکستان
پوسٹ بکس نمبر 2342، اسلام آباد، پاکستان
فون: 2270674 / 051-2278134
فیکس: 051-2278135
ای میل: main@sdpi.org
ویب سائٹ: http://www.sdpi.org

پاکستان سمیت جنوبی ایشیا میں صارفین کے زیر استعمال مرکری سے بنی مصنوعات کے حوالے بہت کم تحقیقات کی گئی ہیں۔ ہماری موجودہ تحقیق پارہ سے بنی مصنوعات پر ایس ڈی پی آئی کی (Khwaja et al. 2014, 2016) پہلی تحقیق کا تسلسل ہے (.Khwaja et al (2014, 2016)۔ یہ تحقیق پارہ پر میناماتا کنونشن کی روشنی میں شروع کی گئی جس پر پاکستان سمیت 128 ممالک دستخط کر چکے ہیں اور 38 ممالک نے کنونشن کی توثیق کی (Minamata Convention,UNEP)۔ ایس ڈی پی آئی کی حال میں کی گئی تحقیق جس کے تحت پاکستان کے مختلف شہروں میں جلد کی رنگت گورا کرنے والی منتخب کریموں کے استعمال سے صحت کو درپیش مسائل اور چیلنجز کا جائزہ لیا گیا۔ ان تحقیقات کی روشنی میں، جن پر آگے چل کر بحث ومباحثہ کریں گے ہم درج ذیل اقدامات پر فوری عمل درآمد کی بھرپور سفارش کرتے ہیں:

رنگت میں نکھار پیدا کرنیوالی کریمیں بنانے والی صنعتوں نے الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے ذریعہ مؤثر مہم چلائی ہوئی ہے اور بدقسمتی کی بات ہے کہ کچھ اشتہارات میں اس حد تک مبالغہ آرائی کی گئی ہے کہ صاف رنگت کو پیشہ وارانہ اور ذاتی کامیابی کے لیے لازمی قرار دیا جاتا ہے۔

1۔ پارہ کے حوالے سے مخصوص پالیسی کی تیاری اور عملدرآمد، قانون سازی، پارہ کے استعمال اور اجرا کے قومی معیار کا تعین، مصنوعات (بشمول گورا کرنے والی کریمیں) میں پارہ کے کم سے کم استعمال کی سطح کا تعین، تیاری، پیداوار کے لیے لائسنس وغیرہ کا اجرا۔

2۔ پاکستان اور دیگر ممالک کی جانب سے پارہ کے حوالے سے Minamata convention کی جلد از جلد توثیق کرنا۔

3۔ پارہ سے بنی مصنوعات کے استعمال سے صحت کو ہونے والے نقصانات سے آگاہی پیدا کرنا، پارہ کی صنعت میں کام کرنے والے ملازمین کے تحفظ اور کنٹرول کے حوالے سے اقدامات۔

4۔ سال 2020 تک ایک پی پی ایم (1 PPM) مقدار سے زیادہ پارہ سے بنی میک اپ مصنوعات کو ختم کرنا جن میں جلد کی رنگت کو صاف کرنے والی کریم، صابن اور دیگر چیزیں شامل ہیں۔

5۔ صارفین کے زیر استعمال تمام مصنوعات پر تیارکنندہ صنعتوں کی جانب سے اس میں شامل اجزا کو واضح طور پر لکھا جائے اور بتایا جائے کہ اس میں کیمیائی اجزا کی کتنی مقدار استعمال کی گئی ہے اس کے علاوہ تیارکنندہ صنعت کا موجودہ پتہ اور رابطہ بھی درج ہونا چاہیے۔

6۔ ایم بی بی ایس کے لئے ڈرماٹالوجسٹ اور ماہرین جلد کے نصاب پر نظرثانی یا تبدیلی۔

7۔ پارہ کی ایک پی پی ایم (1 PPM) سے زائد مقدار رکھنے والی جلد کی رنگت صاف کرنے کے میک اپ کے سامان پر فوری پابندی عائد کرنا۔

طریقہ کار

اس تحقیق کو دو مراحل میں مکمل کیا گیا۔ پہلے مرحلے میں مارکیٹ میں فروخت ہونے والی پارہ سے بنی جلد کی رنگت گورا کرنے والی میک اپ مصنوعات کے نمونہ جات حاصل کیے گئے جبکہ دوسرے مرحلے میں منتخب شہروں (پشاور، اسلام آباد، راولپنڈی) کے 29 اسپتالوں اور 14 نجی کلینکس کے 50 ڈرماٹالوجسٹ اور ماہرین جلد سے رابطہ کیا گیا اور ضمیمہ نمبر ایک میں دیئے گئے سوالات پر جلد کی رنگت گورا کرنے والی میک اپ مصنوعات کے حوالے سے ان کی رائے لی گئی جو ضمیمہ نمبر دو میں شائع کی گئی۔ جلد کی رنگت گورا کرنے والی مختلف کمپنیوں کی 20 مصنوعات کے نمونہ جات اوپر بیان کردہ شہروں کی مارکیٹوں سے خریدے گئے (ٹیبل نمبر 3) اور پھر ایک کیمیائی طریقہ کار کے ذریعہ ان میں موجود پارہ کی مقدار کا تعین کیا گیا اس طرح حاصل ہونے والے نتائج کو ٹیبل نمبر ایک میں بیان کیا گیا ہے۔

نتائج اور بحث

عوام کے زیر استعمال کریموں میں پارہ کی مقدار صفر اعشاریہ ایک تین (ایچ سی۔13)۔ 26,500 پی پی ایم (کے سی۔9) پائی گئی۔ کہ ایک نمونہ (کے سی۔10) میں پارہ کی موجودگی صفر اعشاریہ ایک پی پی ایم سے کم پائی گئی۔ آٹھ نمونہ جات میں (KC-4, KC-8 & KC-10-11, HC-12-14 & IC-15) جو کہ ٹیبل نمبر ایک میں دیکھے جاسکتے ہیں میں پارہ کی مقدار ایک پی پی ایم (Minamata Convention میں مقرر کی گئی) حد سے کم نکلی۔ زیر مطالعہ 20 نمونہ جات میں پارہ کی مقدار اور ان سے صحت کو لاحق خطرات کو مدنظر رکھتے ہوئے گورا کرنے والی کریموں کو چار بڑے درجات میں تقسیم کیا گیا (ٹیبل نمبر دو)۔ ان میں پہلے درجہ پر انتہائی مہلک (پارہ کی مقدار 10,000 ppm سے کم)، دوسرا درجہ زیادہ مہلک (پارہ کی مقدار 5000 ppm سے زیادہ)، تیسرا درجہ درمیانی حد تک مہلک (پارہ کی مقدار پانچ ہزار پی پی ایم سے کم) اور آخری درجہ کم سے کم مضر (پارہ کی مقدار ایک پی پی ایم سے کم) شامل ہیں۔

جلد کو گورا کرنے والی کریموں کو استعمال کرنے والے صارفین کریموں میں شامل پارہ کی بہت زیادہ مقدار سے خطرناک صورتحال سے دوچار ہوسکتے ہیں ان کے مسلسل استعمال سے پارہ ان کی جلد میں جذب ہوسکتا ہے، سانس یا انجیکٹ کے عمل سے جسم کے اندر جاسکتا ہے جس سے صحت پر انتہائی مضر اثرات ہوسکتے ہیں (پارہ، صارف کو براہ راست جبکہ بچوں کو بلواسطہ طور پر متاثر کرسکتا ہے) ان اثرات میں دماغی امراض، بڑھتی دماغی نشوونما، نروس سسٹم، گردوں اور پھیپھڑوں کا متاثر ہونا شامل ہیں۔

> تمام ماہرین اس بات پر متفق تھے کہ اشتہارات اور ٹی وی شوز اور پروگراموں میں جلد کی رنگت صاف کرنے والی مصنوعات پر فوری طور پر پابندی لگنی چاہیئے۔

تحقیق کے دوسرے مرحلے میں سروے کے دوران پارہ سے متعلق سوالات کئے گئے جن کو ضمیمہ ایک میں بیان کیا گیا ہے اور ضمیمہ دو میں ان افراد کی فہرست ہے جن سے یہ سوالات انٹرویو کے دوران پوچھے گئے، انٹرویو اور سروے پشاور، اسلام آباد اور راولپنڈی میں ماہر جلد یا ڈرماٹالوجسٹ ماہرین سے کیا گیا۔ تصویر ایک اے اور ایک بی میں مجموعی نتائج کو بیان کیا گیا ہے۔

تصویر ایک اے کے مطابق جلد کی رنگت بدلنے کی وجوہات کے حوالے سے ایک سوال پر (تین شہروں میں انٹرویو کئے گئے)۔ ڈرماٹالوجسٹ کی 91 فیصد کی رائے تھی کہ یہ پیشہ وارنہ معاملہ ہے جبکہ 78 فیصد کی رائے نے اسے سماجی معاملہ اور 51 فیصد نے اسے ذاتی معاملہ قرار دیا۔ اس کے نتیجے میں ایسے افراد جو اپنی جلد کی رنگت گورا کرنے کے لیے ایسی کریمیں استعمال کرتے ہیں، درحقیت وہ اپنی صحت کو خطرے میں ڈالتے ہیں۔

جلد کی رنگت گورا کرنے کی خواہش میڈیا یا اشتہارات اور ٹی وی شوز کے ذریعہ بڑھتی ہے میڈیا میں ناظرین اور سامعین کو جلد کی رنگ گورا کرنے والی کریموں کے حوالے سے مبالغہ آمیزی کی حد تک فوائد بتائے جاتے ہیں۔ اس سوال پر کہ ہفتہ وار کتنے مریض آتے ہیں، 33 فیصد ڈرماٹالوجسٹ اور جلد کے ماہرین نے جواب دیا کہ 10 سے 50 مریض رنگت گورا کروانے کے لیے آتے ہیں جبکہ 28 اور 41 فیصد نے الترتیب پچاس سے زائد اور دس سے کم ایسے مریضوں سے واسطہ پڑنے کا بتایا (تصوری ون بی)۔ رائے دینے والے تمام ماہرین اس بات پر متفق تھے کہ اشتہارات اور ٹی وی شوز اور پروگراموں میں جلد کی رنگت صاف کرنے والی مصنوعات پر فوری طور پر پابندی لگنی چاہیئے۔

تمام کے تمام ماہرین یعنی سو فیصد اس بات پر بھی متفق تھے کہ پاکستان میں جلد کی رنگت گورا کرنے والی کریموں کے زیادہ استعمال کرنے کی ایک وجہ عوام میں ایسی کریموں کے استعمال اور صحت کے درپیش خطرات سے کم آگاہی ہے۔ کیونکہ جبکہ صارفین کریموں میں شامل مضر صحت اجزا اور صحت پر ان کے اثرات کے حوالے سے لاعلم تھے اس لیے یہ کریمیں بہت عرصہ سے چل رہی ہیں۔ تمام ماہرین جلد اور ڈرماٹالوجسٹ یہ دعوی کرتے ہیں کہ وہ اپنے مریضوں کو ان کریموں کے مہلک اثرات سے آگاہ کرتے ہیں جیسا کہ جلد کی رنگت گورا کرنے والی کریموں میں پارہ جیسی زہریلی کیمیائی اشیا کا شامل ہونا (تصویر ون اے)۔

تحقیق کے دوران ہمیں یہ دیکھ کر حیرانی ہوئی کہ ڈرماٹالوجسٹ سے رجوع کرنے والے مریضوں میں 23 فیصد کی تعداد مرد مریضوں کی تھی جبکہ

باقی 77 فیصد خواتین مریض تھیں (تصویر ون بی)۔اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ملک میں خواتین تو جلد کی رنگت گورا کرنے والی کریمیں استعمال کرتی ہیں ہیں تاہم مرد بھی اپنی رنگت کے حوالے سے بہت حساس ہیں اور جلد کی رنگت گورا کرنے کے لیے یہ کریمیں استعمال کرتے ہیں۔ان کریموں کی الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا پر بہت زیادہ تشہیر کے باعث مردوں میں بھی ان کریموں کے استعمال کا رجحان تیزی سے بڑھ رہا ہے۔جلد کی رنگت گورا کرنے والی کریمیں استعمال کرنے والے 45 فیصد مریض 25 سے 40 سال کے تھے۔

تمام کے تمام سو فیصد ڈرماٹالوجسٹ اس بات پر متفق تھے کہ رنگت گورا کرنے والی کریموں کے حوالے سے عوام میں آگاہی پیدا کی جانی چاہیئے،ان کریموں کی تیاری اور فروخت کے حوالے سے قانونی سازی کی جانی چاہیئے۔اور ان کریموں کے لیبل پر اجزا کی مکمل تفصیل درج ہونی چاہیئے۔جلد کی رنگت گورا کرنے والی کریموں میں کون کون سے اجزا شامل ہیں،ان کی مقدار کی تفصیل بھی درج ہونی چاہیئے۔91 فیصد نے ایم بی ایس کے موجودہ نصاب پر نظر ثانی کی حمایت کی تاکہ اس میں پارہ کے حوالے سے معلومات شامل کی جاسکیں۔98 فیصد نے جلد کی رنگت گورا کرنے والی کریمیں جن میں پارہ ایک پی پی ایم سے زیادہ مقدار میں پایا جاتا ہو،کی فروخت اور تیاری پر پابندی لگانے کی حمایت کی (تصویر ایک بی)۔

ایسے مریض جوجلد کی رنگت گورا کرنیوالی کریمیں استعمال کرتے ہیں وہ جلد کی حساسیت،جلد پر خراشیں اور دانے ،جلد پر فنگس اور الرجی جیسے امراض کا شکار ہوجاتے ہیں۔

اس کے علاوہ ایسے مریض جوجلد کی رنگت گورا کرنیوالی کریمیں استعمال کرتے ہیں وہ جلد کی حساسیت،جلد پر خراشیں اور دانے،جلد پر فنگس اور الرجی جیسے امراض کا شکار ہوجاتے ہیں۔تمام ڈرماٹالوجسٹ کا کہنا تھا کہ جلد کی رنگت گورا کرنے والی کریمیں استعمال کرنے والوں میں جلد کی حساسیت،جلد کا پتلا ہونا،جلد کی سکری،دانوں کا بننا،جلد کی رنگت بدلنا،کالے دھبے پیدا ہونا اور چھائیاں پیدا ہونا جیسے امراض پائے جاتے ہیں۔ان میں سے زیادہ تر خرابیاں جلد کی رنگت گورا کرنے والی کریموں کے استعمال کے حوالے سے پہلے بھی بیان کی گئی ہیں Faye O et al.(2005); Pitché Pet al.(2005) and Ajose FAO (2005).۔تاہم یہ امراض جلد کی رنگت گورا کرنے والی کریموں میں پارہ کے علاوہ دیگر اجزا کی موجودگی کے باعث بھی ہوسکتے ہیں ان میں ہائیڈروکوئنون اور سٹیرائیڈ شامل ہیں۔

نتائج اور سفارشات

سروے کے مطابق جلد کی رنگت گورا کرنے والی کریموں کے 20 نمونوں کے تجزیہ اور نتائج اور 50 ڈرماٹالوجسٹ اور ماہرین کی رائے سے حاصل معلومات کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ پارہ سے بنی ان مصنوعات کے مسلسل استعمال سے جلد متاثر ہوتی ہے اور جلد غیر صحت منداور بدنما ہوجاتی ہے۔اس کے علاوہ جلد کے ذریعہ جذب ہونے والے پارہ کے انسانی صحت پر برے اثرات پڑتے ہیں۔ایسی کریمیں یا برانڈ کو کسی صورت استعمال نہیں کرنا چاہیئے۔عوام میں سماجی،پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعہ پارہ کے نقصانات اور جلد کی رنگت گورا کرنے والی کریموں میں شامل دیگر اجزا کے مضر اثرات کے حوالے سے آگاہی پیدا کرنے کی ضرورت ہے عوام کو ایسی کریموں کے جلد اور انسانی صحت پر مرتب ہونے والے مضر اثرات کے بارے میں بتانا ضروری ہے۔عوام کو سمجھنا چاہیئے کہ **صحت مند جلد ہی خوبصورت اور جاذب نظر ہے** اور وہ جلد کی رنگت گورا کرنے والی کریموں کا شکار نہ ہوں جن سے ان کی جلد غیر صحت منداور بدنما ہوجائے گی۔

اس وقت ملک کے اندر وزارت صحت اور اس سے ملحقہ اداروں،پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل (پی ایم ڈی سی) اور پاکستان نیشنل ایکریڈیشن کونسل (پی این اے سی) میں صارفین کے زیر استعمال ایسی کیمیائی کریموں کے تجزیہ کے لیے کوئی موثر نظام نظر نہیں،اس کے لیے مخصوص قواعد تیار کرنے اور ان پر عملدرآمد کرنے کی ضرورت ہے تاکہ عوام کے استعمال کی کریمیں جن میں میک اپ۔جلد صاف کرنے والی کریمیں بھی شامل ہیں میں کیمیائی اجزا کا معیار مقرر کیا جاسکے۔ماہرین کا کہنا ہے کہ ایسی تمام کریموں پر لازمی لیبل ہونا چاہیئے جس پر اس میں شامل اجزا کی ترکیب،فروخت اور تیار کنندہ کا موجودہ پتہ اور رابطہ نمبر درج ہونا چاہیئے۔ماحولیاتی تحفظ کے اداروں کو بھی اس میں شامل کیا جانا چاہئے کیونکہ ان کیمیائی اجزا

کے استعمال سے پیدا ہونے والی ماحولیاتی آلودگی کا جائزہ لیا جا سکے۔ یہ بھی سفارش کی جاتی ہے کہ ہائیر ایجوکیشن کمیشن (ایچ ای سی) ایم بی بی ایس کے نصاب کا جائزہ لے اور ڈرماٹالوجسٹ اور ماہرین کے لیے رنگت گورا کرنے والی کریمیں اور میک اپ کے کیمیائی اجزا اور ان سے صحت پر پڑنے والے اثرات کے بارے میں معلومات مل سکیں۔ ہم جلد کی رنگت گورا کرنے والی ایسی تمام مصنوعات جن میں کریم وغیرہ بھی شامل ہیں، کی تیاری اور استعمال پر مکمل پابندی لگانے کی سفارش کرتے ہیں جن میں میناماٹا کنونشن کے طے کردہ معیار ایک پی پی ایم (1 PPM) سے زائد مقدار میں پارہ موجود ہو۔ ہماری تفصیلی رپورٹ درج ذیل ویب سائٹ پر پڑھی جا سکتی ہے (2017 پالیسی بریف 56)

http://sdpi.org/publications/publication_details-796-29.html

اظہارِ تشکر

مصنفین ایس ڈی پی آئی کی ٹیم کو انٹرویو کے لیے وقت نکالنے اور تبادلہ خیالات پر تمام ماہرین جلد، ڈرماٹالوجسٹ کے تعاون اور حمایت پر ان کا شکریہ ادا کرتا ہے۔

کاروباری برادری نے منی بجٹ کو توقعات کے منافی قرار دے دیا

مجموئی طور پر فنانس بل 19-2018 میں جو ترامیم پیش کی گئی ہیں وہ توقعات کے منافی اور روایتی ہیں۔ حکومت نے اقتصادی بحران کو حل کرنے کے لئے ایک موقع کھو دیا۔

پاکستان تحریک انصاف نے اب تک جو اقدامات کیے اس سے ٹیکس نادہندگان کی حوصلہ افزائی جبکہ ٹیکس دہندگان کو حوصلہ شکنی ہوئی۔ معیشت کو بحران سے نکالنے کے لیے ٹیکس نادہندگان کو ٹیکس نیٹ میں لانا ہو گا۔

مقررین نے ان خیالات کا اظہار پالیسی ادارہ برائے پائیدار ترقی (ایس ڈی پی آئی) کے زیر اہتمام فنانس بل 19-2018 میں ترامیم پر بحث کرتے ہوئے کیا۔

> معیشت کو بحران سے نکالنے کے لیے ٹیکس نادہندگان کو ٹیکس نیٹ میں لانا ہو گا۔

اس موقع پر پاکستان تحریکِ انصاف کے رہنما سینیٹر نعمان وزیر خٹک نے کہا کہ جب تحریک انصاف حکومت میں آئی تو معیشت شدید بحران کا شکار تھی۔ انہوں نے کہا کہ ان کی حکومت درآمدی بل کو کم کرنے کے لئے صرف پُرتعیش اشیاء کی درآمد پر ٹیکس کی شرح کو بڑھایا۔ انہوں نے کہا کہ حکومت ٹیکس نادہندگان کو ٹیکس نیٹ میں لانے کے لئے اسٹیک ہولڈرز کی مشاورت کے ساتھ ٹھوس اقدامات کرے گی۔. انہوں نے کہا کہ حکومت کو اقتصادی بحران کا تجزیہ کرنے اور معاشی مسائل سے نمٹنے کے لئے کم از کم 3 سے 4 ماہ درکار ہوں گے۔

انہوں نے کہا کہ پاکستان کی موجودہ ترقی کی شرح خطے کے ممالک سے بہت پیچھے ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں 10 فی صد ترقی کی شرح کی ضرورت ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ہماری خارجہ پالیسی کو معیشت اور تجارت کے لیے استعمال کرنا ہو گا۔

سابق سینیٹر فرحت اللہ بابر اور رہنما پاکستان پیپلز پارٹی نے کہا کہ پاکستان تحریک انصاف کی طرف سے پیش کردہ منی بجٹ مایوس کن ہے، کیونکہ یہ بجٹ بدعنوان مافیا کی حمایت کرتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ سب سے بڑی بدعنوانی زمین کی خرید و فروخت میں ہے اور تحریک انصاف نے ٹیکس نادہندگان کو زمین اور گاڑیاں خریدنے کی اجازت دینے سے بدعنوانی کو مستحکم کیا ہے۔

جوائنٹ ایگزیکٹو ڈائریکٹر ایس ڈی پی آئی ڈاکٹر وقار احمد نے کہا کہ حکومت ٹیکس نادہندگان کو اپنی جائیداد اور گاڑیاں خریدنے کے لئے اجازت

دیے جانے کے فیصلے پرنظر ثانی کرسکتی ہے۔انہوں نے کہا کہ حکومت کی طرف سے دی گئی ٹیکس اور کسٹم ڈیوٹی میں چھوٹ ایک محدود مدت کے لیے ہونی چاہیئے۔

ڈاکٹر وقار نے کہا کہ ترقیاتی بجٹ کے سائز کو کم کرنے کی بجائے،حکومت وزارتوں کی تعداد کم کرے اور منسلک محکموں کو ضم کرے۔انہوں نے مزید کہا کہ پی ٹی آئی حکومت کو ٹیکس کوڈ میں موجودہ خرابیوں کو بھی درست کرنا ہوگا،جیسے 60 سے زائد ود ہولڈنگ ٹیکس اور 50 سے زائد ان ڈائریکٹ ٹیکس میں توازن لانا ہوگا۔

سابق صدر راولپنڈی چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری ڈاکٹر شمائل داؤد آرائیں کا کہنا تھا کہ ہم ٹیکس کے حوالے سے سخت فیصلوں کی توقع رکھے ہوئے تھے،لیکن حکومت نے اس کے برعکس ٹیکس دہندگان کے لئے مزید مشکلات پیدا کردی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حکومت نے منی بجٹ میں ٹیکس نادہندگان کو ٹیکس نیٹ میں لانے کا موقع گنوادیا۔ انہوں نے کہا کہ منی بجٹ کی کوئی سمت دکھائی نہیں دیتی۔

سابق صدر اسلام آباد چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری شابان خالد کا کہنا تھا کہ منی بجٹ بھی گزشتہ بجٹ کی طرح کا ایک بجٹ ہے،جو کہ ہماری توقعات کے خلاف ہے۔.انہوں نے کہا کہ اگرچہ حکومت نے تنخواہ دار طبقے کے لئے ٹیکس کی شرح کو کم کرنے کی کوشش کی لیکن ٹیکس بیس میں اضافہ نہیں ہوا۔صدر راولپنڈی اسلام آباد ٹیکس بار ایسوسی ایشن سید توقیر بخاری کا کہنا تھا کہ اس بجٹ میں ٹیکس دہندگان کے لئے کوئی حوصلہ افزائی یا سہولت نہیں دی گئی۔

ایس ڈی پی آئی کے چینی مطالعاتی سینٹر کا آغاز بروقت ہے:چینی سفیر

چین وہ ملک ہے جو پائیدار ترقی کو حاصل کرنے کے لیے منظّم طریقے سے چل رہا ہے اور پاکستان چین کے تجربے سے سیکھ سکتا ہے۔

نگران وزیر خزانہ ڈاکٹر ڈاکٹر شمشاد اختر نے کہا کہ غیر مناسب منصوبہ بندی،صلاحیت کی کمی اور ایک پلیٹ فارم پر معلومات کے نہ ہونے سے پاکستان چین اقتصادی راہداری (CPEC) پر تنازعات نے جنم لیا .انہوں نے کہا کہ پاکستان کو CPEC سے زیادہ فائدہ اٹھانا چاہیئے،جس میں خطے اور دنیا میں تعاون کے لیے راہ مزید ہموار ہوجائے گی.

ڈاکٹر شمشاد نے اسلام آباد میں ادارہ برائے پائیدار ترقی (SDPI) کے چینی مطالعاتی سینٹر کے قیام کا خیر مقدم کیا۔ انہوں نے امید ظاہر کی ہے کہ سینٹر باخبر پالیسی سازی کے لئے اعلی معیار کی تحقیق کرے گا۔ڈاکٹر شمشاد نے کہا کہ چین وہ ملک ہے جو پائیدار ترقی کو حاصل کرنے

کے لیے منظّم طریقے سے چل رہا ہے اور پاکستان چین کے تجربے سے سیکھ سکتا ہے۔انہوں نے کہا کہ چین عالمی معیشت میں ایک اہم کھلاڑی ہے اور پاکستان CPEC کے ذریعے سے باقی دنیا سے روابط استوار کر سکتا ہے۔انہوں نے مزید کہا کہ CPEC کے دوسرے مرحلے میں، پاکستان دوبارہ جائزہ لینے اور اپنے ترقیاتی اہداف کو ترجیح دینے کی ضرورت کو سمجھتا ہے۔

چائنہ کے سفیر H.E. یاؤجنگ نے کہا کہ مطالعاتی سینٹر کا آغاز بروقت ہے اور چین اور پاکستان کے لئے ایک نعمت کا درجہ رکھتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ چین پاکستان کو ایک ترقی پذیر اور خوشحال ملک دیکھنا چاہتا ہے اور چین پاکستان اقتصادی راہداری عزم اور معاونت کا ایک مظاہرہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ چین اور پاکستان کی حکومتیں تعلقات کو مزید مضبوط بنانے کے لئے پُرعزم ہیں۔انہوں نے مزید کہا کہ پاکستان کے ساتھ ہمارے تعلقات باہمی تعاون پر مبنی ہیں۔

ایس ڈی پی آئی کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر ڈاکٹر عابد قیوم سلہری نے کہا کہ چین کے ساتھ پاکستان کے تعلقات چین پاکستان اقتصادی راہداری تک محدود نہیں بلکہ ان کی حیثیت تاریخی ہے۔انہوں نے کہا کہ CPEC اور پاکستان چین کے تعلقات کے بارے میں زیادہ تر بحث عدم معلومات پر مبنی ہے۔ انہوں نے کہا کہ مطالعاتی سینٹر حقائق پر مبنی پالیسی سازی میں حکومت کی مدد کرے گا۔

عالمی بنک کے سابقہ علاقائی مشیر برائے اقتصادی کارپوریشن (جنوبی ایشیا)، ہارون شریف نے کہا کہ بڑے بنیادی ڈھانچے کے منصوبوں پر توجہ مرکوز کرنے سے علاقائی نفاذ اور عدم مساوات پیدا ہو سکتا ہے۔انہوں نے کہا کہ چین اور پاکستان دونوں حکومتوں کو CPEC میں ترقیاتی اہداف کو ترجیح دینا چاہیے اور سماجی شعبے، زراعت، صنعت اور انرجی سیکٹر کی طرف توجہ دینا چاہئے۔

بڑھتا ہوا درجہ حرارت، پانی کی کمی اور فضائی آلودگی تین بڑے ماحولیاتی خطرات: ایس ڈی پی آئی سروے

> پاکستان میں یہ پہلا موقع ہے کہ ماحولیاتی سروے کی بنیاد پر چاروں صوبوں پر مشتمل بیرومیٹر کا اجرا کیا گیا ہے۔

سیاسی جماعتوں میں کانٹے دار مقابلہ متوقع تھا۔ پنجاب کے 14 فیصد عوام جبکہ ملک کے 13 فیصد عوام نے خاموش مگر فیصلہ کن رائے دہی کا عندیہ دیا۔اس امر کا اظہار ایس ڈی پی آئی کے سربراہ ڈاکٹر عابد قیوم سلہری اور ڈاکٹر شفقت منیر نے مقامی ہوٹل میں ووٹرز کے کیے گے سروے کے اجرا کے موقع پر کہا۔سروے ماحولیاتی بیرومیٹر کے مطابق ماحولیات کے حوالے سے الیکشن میں اٹھ کر بڑھتے ہوئے درجہ حرارت، آبی قلت، صفائی کی آلودگی کے متعلق لوگوں نے عدم دلچسپی کا اظہار کیا، ڈاکٹر عابد قیوم سلہری نے کہا کہ سروے کے دوران خیبر پختون خواہ کے چالیس فیصد 40 %،

پنجاب کے 28% سندھ کے 26% اور بلوچستان کے 20% عوام نے اس موضوع پر صوبائی حکومتوں کے اقدامات کو سراہا ہے۔ ڈاکٹر عابد قیوم سلہری نے کہا کہ سروے کا مقصد پاکستان کے عوام کی رائے کو جانچنا ہے تا کہ عوام کے رجحان کا اندازہ کیا جا سکے۔ اس موقع پر ایس ڈی پی آئی اور مقامی جریدے کے مشترکہ پولیٹیکل بیرومیٹر کے اجرا کے حوالے سے ڈاکٹر عابد قیوم سلہری نے کہا کہ سروے کے مطابق پاکستان کے 13 فیصد عوام نے رائے دینے سے انکار کرتے ہوئے کہا کہ اس کا فیصلہ رائے دہی کے موقع پر کریں گے۔ یاد رہے کہ یہ سروے 12 جولائی 2018 تک کیا گیا۔

اس موقع پر ایس ڈی پی آئی کے ڈاکٹر شفقت منیر نے مزید کہا کہ اس سروے سے آسانی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ پاکستان کے عوام میں ماحولیاتی مسائل کے حوالے سے شعور اُجاگر ہوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان میں یہ پہلا موقع ہے کہ ماحولیاتی سروے کی بنیاد پر چاروں صوبوں پر مشتمل بیرومیٹر کا اجرا کیا گیا ہے۔

پاکستان کی کہ موجودہ پارلیمان پہلے سے کہیں زیادہ کمزور ہے جس کی وجہ پارلیمان اور سول سوسائٹی کے درمیان بڑھتا ہوا خلا ہے۔ا

آئینی خواندگی اور سیاسی نظام کی مضبوطی پارلیمنٹ اور سوسائٹی کے درمیان خلا کو پُر کرنے کے لیے ضروری ہے: مقررین

پارلیمان کی اہمیت اور اس کی افادیت کی حوالے سے عوام کی اکثریت میں شعور کی کمی پارلیمنٹ اور سماج کے درمیان امتیاز پیدا کر رہی ہے۔ اس خلا کو پُر کرنے کے لیے عوام کا آئینی مطالعہ کرنا اور آئین کا سیکھنا ضروری ہے، جو ایک ریاست اور شہری کے درمیان معاشرتی معاہدہ ہے۔ اس سے شہریوں کو ان کے بنیادی حقوق کے بارے میں جاننے میں مدد ملے گی اور پارلیمان پر اِن کے اعتماد کو بحال کرے گی جو ان کے بنیادی انسانی حقوق کی محافظ ہے۔

مقررین نے ان خیالات کا اظہار پالیسی ادارہ برائے پائیدار ترقی (ایس ڈی پی آئی) کے زیرِ اہتمام 'پارلیمنٹ سوسائٹی ربط' کے عنوان سے ایک سیمینار سے کیا۔ اس موقع پر عوامی نیشنل پارٹی کے سابق سینیٹر اور سینئر رہنما افراسیاب خٹک نے کہا کہ پاکستان کی کہ موجودہ پارلیمان پہلے سے کہیں زیادہ کمزور ہے جس کی وجہ پارلیمان اور سول سوسائٹی کے درمیان بڑھتا ہوا خلا ہے۔ انہوں نے کہا کہ برداشت کے جمہوری کلچر کو فروغ دینے کی ضرورت ہے، جہاں ہر کوئی عوامی خدشات کے معاملات پر کھل کر بحث کر سکتا ہو۔ انہوں نے عوام پر زور دیا کہ وہ آئین کا مطالعہ کریں جس سے ریاست اور معاشرے کے درمیان خلا کو پُر کرنے میں مدد ملے گی۔ انہوں نے کہا کہ ہم سب کو قانون کی حکمرانی اور آئین کی بالادستی کے لئے کوشش کرنا چاہئے۔

رومینا خورشید عالم نے کہا کہ ہمیں موسمیاتی تبدیلیوں کے اثرات سے نمٹنے کے لیے شہری جنگلات کے تصور کی طرف جانا چاہئے اور نوجوان اس مہم میں کلیدی کردار ادا کر سکتے ہیں۔

ایس ڈی پی آئی کے سربراہ ڈاکٹر عابد قیوم سلہری کا کہنا تھا کہ ہمارے معاشرے میں پولرائزیشن میں اضافے اور اتفاق رائے کا قیام ایک بڑا چیلنج بن چکا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پارلیمنٹ انسانی اقدار کو برقرار رکھے اور سماجی تنازعات کے معاملات پر اتفاق رائے کو یقینی بنائے۔انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ طلباء یونین کو دوبارہ بحال کیا جائے، جس میں پارلیمان سوسائٹی رابطوں کو مزید مضبوط بنانے میں مدد ملے گی۔

پی ایم ایل این کی رہنما روبینہ خورشید عالم کا اس موقع پر کہنا تھا کہ سماج اور پارلیمنٹ کے درمیان ابلاغ کا بہت بڑا خلا ہے، خاص طور پر ہمارے نوجوان پارلیمان کی اہمیت سے واقف نہیں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ سول سوسائٹی اور پارلیمنٹ کے درمیان تعلقات مضبوط کرنے کی ضرورت ہے، کیونکہ سول سوسائٹی عوامی قانون سازی کے لئے مددگار ثابت ہوسکتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ پارلیمنٹ واحد ادارہ ہے جو ہمارے تمام سماجی مسائل کو حل کرسکتا ہے۔

معروف شاعر اور سول سوسائٹی کے رہنما حارث خلیق کا کہنا تھا کہا کہ اس وقت پارلیمنٹ بہت کمزور ہے اور پارلیمنٹ کے لئے معاشرے کی توقعات پر پورا اُترنا بہت ہی مشکل ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ بدقسمتی ہے کہ سول سوسائٹی کا تصور عام طور پر غیر سرکاری اداروں (این جی او) پر محدود ہے، جو سچ نہیں ہے۔سول سوسائٹی میں زندگی کے تمام مکتبِ فکر کے لوگ شامل ہوتے ہیں۔انہوں نے کہا کہ پارلیمنٹ اور معاشرے کو الگ نہیں کیا جاسکتا۔ انہوں نے کہا سب سے پہلے پارلیمنٹ قوانین کے ذریعہ خود کو مضبوط کرے جس سے عام لوگوں کے درمیان اعتماد بحال ہو۔انہوں نے مزید کہا کہ معاشرے میں اختلافات کو ختم کرنے کے لئے مجموعی طور پر کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔

ڈاکٹر عابد قیوم سلہری کا کہنا تھا کہ یہ بات حوصلہ افزا ہے کہ PTI نے ماحولیات کو اقتصادی ترقی میں مرکزی حیثیت دی ہے۔

پی ٹی آئی چین پاکستان اقتصادی راہداری کو ماحولیاتی تہذیب کا ایک ماڈل بنائے گی: ملک امین اسلم

پی ٹی آئی کے رہنما اور IUCN کے گلوبل نائب صدر ملک امین اسلم نے کہا ہے کہ پاکستان تحریک انصاف کی متوقع حکومت پارٹی کے گرین ڈویلپمنٹ ایجنڈا کے تحت پاکستان چین کے ماحولیات کا چارٹر تیار کرے گی۔جس میں چین پاکستان اقتصادی راہداری کو ایک ماڈل ماحولیاتی تہذیب بنایا جائے گا۔ملک امین اسلم، پالیسی ادارہ برائے پائیدار ترقی (SDPI) کے زیر اہتمام پی ٹی آئی کے ماحولیاتی اور موسمیاتی تبدیلی کے وژن پر خصوصی لیکچر میں کہا کہ پی ٹی آئی پاکستان کی واحد سیاسی جماعت ہے۔جس نے ماحولیات کو پارٹی کے منشور میں مرکزی حیثیت دی۔ انہوں نے کہا کہ ماحولیاتی تبدیلی سے نمٹنے کے لئے پارٹی پہلے ہی ملک بھر میں 10 بلین درخت سونامی پروگرام شروع کرنے کا اعلان اپنے 100 دن کے ایجنڈے میں کرچکی ہے۔ان کا کہنا تھا کہ پی ٹی آئی کی قیادت کے سیاسی عزم کی وجہ سے خیبر پختونخواہ کی حکومت نے صوبہ بھر میں ایک ارب سے زائد درخت لگائے، جس کو عالمی سطح پر تسلیم کیا گیا ہے اور KP حکومت نے دنیا میں سب سے زیادہ اور تیزی سے درخت لگانے کا چیلنج بھی جیتا۔ان کا مزید کہنا تھا کہ PTI اپنے گرین چارٹر کے تحت اپنا ہوم ورک مکمل کرچکی ہے۔اور صاف پانی، صاف ہوا اور قدرتی وسائل کے تحفظ کے لئے مکمل طور پر تیار ہے۔

اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے، ایس ڈی پی آئی کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر ڈاکٹر عابد قیوم سلہری کا کہنا تھا کہ یہ بات حوصلہ افزا ہے کہ PTI نے ماحولیات کو اقتصادی ترقی میں مرکزی حیثیت دی ہے۔ایس ڈی ڈی آئی کے حالیہ ماحولیاتی سروے کا حوالہ دیتے ہوئے ڈاکٹر عابد کا کہنا تھا کہ اگرچہ ماحولیاتی مسائل پر ووٹرز کے شعور میں اضافہ ہوا ہے، لیکن ان میں اکثریت نے ماحولیاتی مسائل کو 2018ء کے انتخابات میں ووٹ ڈالنے کے لئے اپنی ترجیح کے طور پر استعمال نہیں کیا۔انہوں نے کہا کہ ووٹرز کو ماحولیاتی مسائل پر ترجیح دینی چاہیے اور سیاسی جماعتوں کو ماحول

اورموسمیاتی تبدیلیوں کوسنجیدگی سے لے جانا چاہئے۔

ایس ڈی ڈی آئی کے بورڈ آف گورنرز، ایمبسڈر (ریٹائرڈ) شفقت کاکاخیل نے کہا کہ سب سے بڑا چیلنج ماحولیاتی مسائل کے گرد تعصب کا ہونا ہے۔جس کا ہم سب کومل کر مقابلہ کرنا ہے۔انہوں نے کہا کہ نئی حکومت کو بہت سے مسائل کا سامنا ہوگا جس کی لیے سول سوسائٹی خاص طور پر ماحولیاتی مسائل کےحل کے لیے مدد کرے گی۔

نوجوانوں کا ایک حقیقی شراکت داراور تبدیلی کے ایجنٹ کے طور پر پالیسی سازی میں کردار ہونا چاہئے: ماہرین

پاکستانی نوجوان اپنی توانائیوں، صلاحیتوں اور جدت کی وجہ سے موسمیاتی تبدیلی کی پالیسی سازی کے لیےایک اہم شراکت داراورحقیقی تبدیلی کے ایجنٹ ہیں۔لیکن اس وقت ان کو پالیسی سازی میں شامل نہیں کیا جاتا۔نوجوان نسل کوموسمیاتی تبدیلی کی پالیسی سازی کے آغاز سے ہی شامل کرنے کی ضرورت ہے۔

ماہرین نے ان خیالات کا اظہار پالیسی ادارہ برائے پائیدارترقی (ایس ڈی پی آئی) کے زیرِاہتمام 'Youth Driven Climate Action' کےعنوان سے ایک سیمنار میں کیا۔

اس موقع پرمسلم لیگ (ن) کی رکن قومی اسمبلی روبینا خورشید عالم نے کہا کہ ہمیں موسمیاتی تبدیلیوں کے اثرات سے نمٹنے کے لیےشہری جنگلات کے تصور کی طرف جانا چاہئے اورنوجوان اس مہم میں کلیدی کرداراداکر سکتے ہیں۔انہوں نے کہا کہ پانی کے استعمال کوکنٹرول کرنے اور پانی کے ضیاع کی روک تھام کو یقینی بنانے کے لئے ہمیں پانی کی قیمتوں کاتعین اور پانی کے میٹرلگانے کے بارے میں سوچنا ہوگا۔

ڈاکٹر عابد قیوم سلہری، ایگزیکٹوڈائریکٹرایس ڈی پی آئی نے کہا کہ پاکستان اس وقت ایک دوراہے پرکھڑا ہے جہاں صورتِ حال یہ ہے کہ ایک طرف گلاس آدھا بھرا ہواہے تو دوسری طرف گلاس آدھا خالی ہے۔انہوں نے کہا کہ ہمیں اپنے مستقبل کے بارے میں پُرامید ہونا چاہئے اور گلاس کوآدھا بھراہوادیکھنا چاہئے۔ ڈاکٹر عابد نے کہا کہ پاکستان کے وزیرِاعظم کے طور پر اپنی پہلی تقریر میں،عمران خان نے سماجی شعبے کی ترقی کے بارے میں بات کی جوحوصلہ افزابات ہے۔انہوں نے کہا کہ اگر ہم عدم مساوات ختم کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں پائیدارخوراک کی پیداواراور پائیدارمعیشت کے بارے میں بات کرنا ہوگی۔

موسمیاتی تبدیلی کے ماہر ڈاکٹر پرویز عامر نے کہا کہ نوجوان ہمارے معاشرے کا ایک اہم حصہ ہیں جو مستقبل قریب میں مثبت تبدیلی لا سکتے ہیں۔موسمیاتی تبدیلی کے سنگین نتائج سے نمٹنے کے لئے، ہمارے نوجوانوں کو ان کے روزمرہ کے طرز زندگی میں بنیادی تبدیلیوں کو سمجھنا ضروری ہے۔انہوں نے کہا کہ ہم کو بحیثیت ایک قوم اپنی روزمرہ کے طرز زندگی اور کھانے کی عادات کو تبدیل کرنا ہوگا۔انہوں نے کہا کہ موسمی تبدیلیوں کے مستقبل کے چیلنجوں سے نمٹنے کے لئے، شاید ہمیں پورے ملک میں ایک ٹریلین سے بھی زیادہ درخت اور پودے لگانے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ نوجوانوں کا پالیسی سازی میں اہم کردار ہونا چاہیے۔

عارف گوہیر، ہیڈ ایگریکلچر سیکشن، گلوبل کلائمیٹ امپیکٹ سٹڈیز سینٹر (جی سی آئی ایس سی) نے کہا کہ نوجوان نسل ہی سب سے زیادہ موسمیاتی تبدیلی کے اثرات برداشت کر رہی ہے۔انہوں نے کہا کہ موسمیاتی تبدیلیوں کے اثرات مستقبل قریب میں زیادہ سخت ہوں گے۔انہوں نے مزید کہا کہ ترقی پذیر دنیا میں، نوجوانوں کو بااختیار بنایا جاتا ہے اور پالیسی سازی میں ان کا کردار ہوتا ہے، لیکن ہمارے ملک میں نوجوانوں کو پالیسی سازی میں کوئی خاص اہمیت نہیں دی جاتی۔

سیمینار سے ایس ڈی پی آئی کے شکیل احمد رامے اور یاسر دل نواز نے بھی خیالات کا اظہار کیا۔

پاکستان کے مالی بحران کو روکنے کے لئے سنجیدہ اصلاحات کی ضرورت ہے: ماہرین

پاکستان کی موجودہ اقتصادی صورتحال ابتر ہے۔معیشت اور تجارتی کھاتوں کو سنگین دباؤ کا سامنا ہے اقتصادی عدم توازن کو درست نہ کیا گیا تو معاشی ترقی خطرے میں پڑ سکتی ہے اور ملک میں طویل مدتی پائیدار ترقی کے امکانات کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔

یہ بات پالیسی ادارہ برائے پائیدار ترقی (ایس ڈی پی آئی) اور بیکن ہاؤس نیشنل یونیورسٹی (بی این یو) کے اشتراک سے ملک کی اقتصادی صورتحال پر قومی مباحثہ کے دوران ماہرین نے اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہا کہ کرنٹ اکاؤنٹ کے خسارے کو کم کرنے کے لئے حکومت کو غیر ضروری درآمدات کو کم کرنے کے علاوہ غیر ملکی براہ راست سرمایہ کاری اور زیادہ ترسیلاتِ زر کی حوصلہ افزائی کی ضرورت ہے۔

اس موقع پر سابق وزیر و سینئر رہنما مسلم لیگ (ن) سرتاج عزیز نے کہا کہ درمیانی مدت میں حکومت اُن ترقیاتی شعبوں کی نشاندہی کرے جس میں پائیدار ترقی کے لیے لیبر اور ٹیکنالوجی کا استعمال ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں غربت اور سماجی شعبے کو نظرانداز نہیں کرنا چاہیئے۔انہوں نے مزید کہا کہ ہمیں ٹیکنالوجی کی مدد سے غریبوں کے لئے سوشل سیفٹی نیٹ کو بڑھانے کے لئے اقدامات کرنا چاہئیں۔حکومت کو ذہن میں رکھنا چاہیئے کہ مختصر مدتی اقدامات ترقی کی شرح کو متاثر نہ کریں۔انہوں نے حکومت کو پانی کی شعبے کے خطرات کے پیش نظر پاکستان کی پانی کی پہلی پالیسی کو نافذ کرنے پر زور دیا۔

ڈاکٹر حفیظ اے پاشا، سابق وزیر خزانہ اور پروفیسر بی این یو نے کہا کہ ہماری آمدن کافی محدود اور ترقیاتی اخراجات غیر معمولی طور پر زیادہ ہیں۔انہوں نے کہا کہ گزشتہ چند سالوں میں وفاقی حکومت کے کل محصولات میں اوسطاً کمی آئی ہے، اگر چہ ایف بی آر کے اہداف بڑے پیمانے پر غیر ٹیکس آمدن ہیں۔انہوں نے زور دیا کہ آمدنی کے تخمینوں کے لیے اعلی حکمت عملی کی ضرورت ہے۔انہوں نے تجویز کیا کہ حکومت مختصر مدت میں ٹیکس چھوٹ کی حد کم کر کے آٹھ لاکھ تک لے آئے، جبکہ شرح ٹیرف کو 30 فیصد سے 25 فیصد سے لانے کی ضرورت ہے۔انہوں نے کہا کہ حکومت معیشت کو آزاد کر دے جبکہ درآمدات پر محاصل کم اور ٹیکس کے دائرہ کار کو بڑھانے کے لئے ہنگامی اقدامات کرے، یہ کہ شہریوں اور رجسٹرڈ کمپنیوں کی طرف سے سالانہ ٹیکس میزانیہ جمع کروانا لازمی قرار دیا جائے۔انہوں نے تجویز دی کہ حکومتی سطح پر انتظامی ڈھانچہ کا جائزہ لیا جائے تاکہ اخراجات میں کمی لائی جا سکے۔انہوں نے مزید بتایا کہ پی ایس ڈی پی میں پانی، بجلی کی تقسیم اور چین پاکستان اقتصادی راہداری پر سنجیدگی سے عمل درامد کرنا چاہیے۔

کرنٹ اکاؤنٹ کے خسارے کو کم کرنے کے لئے حکومت کو غیر ضروری درآمدات کو کم کرنے کے علاوہ غیر ملکی براہ راست سرمایہ کاری اور زیادہ ترسیلاتِ زر کی حوصلہ افزائی کی ضرورت ہے۔

ایگزیکٹوڈائریکٹرایس ڈی پی آئی ڈاکٹر عابد قیوم سلہری نے کہا کہ یہ بدقسمتی سے معیشت ایسا موضوع ہے جو پاکستان میں سیاست کی نذر ہو جاتا ہے۔انہوں نے کہا کہ ملک میں طویل مدتی پائیدارترقی کے لیےضروری ہے کہ حکومت اپنی پالیسوں کا حقائق پر مبنی جائزہ لےاور ترقیاتی اخراجات پرنظر ثانی کرے۔انہوں نے کہا کہ ہمارامقصد پالیسی کے مسائل پر حکومت کو آزادمشورہ فراہم کرنا ہے۔

پاکستان کے سابق گورنراسٹیٹ بینک اوربیکن ہاؤس نیشنل یونیورسٹی (بی این یو) کے وائس چانسلر شاہد کاردار نے کہا کہ موجودہ پاکستانی معیشت کرنٹ اکاؤنٹ کے خسارے اور تجارتی خسارے کے سنگین چیلنجوں کا سامنا کررہی ہے، جو غیر معمولی سطح تک پہنچ گئی ہے۔انہوں نے کہا کہ زرِمبادلہ کے ذخائرخطرناک حدتک کم سطح پر ہیں اور مسلسل دباؤ کا شکار ہیں۔انہوں نے مزید کہا کہ ہنگامی بنیادوں پر روپے کی قدر کو مستحکم کرنے کی ضرورت ہے۔جوائنٹ ایگزیکٹوڈائریکٹرایس ڈی پی آئی،ڈاکٹر وقاراحمد نے کہا کہ پاکستانی معیشت کے مستقبل کے تناظر میں اس طرح کے مباحث ناگزیر ہوگئے ہیں۔نئی حکومت مالی پالیسی میں اہم تبدیلیوں کا اعلان کرنے جارہی ہے۔اس موقع پر حکومت کو حقائق پر مبنی تجاویز فراہم کرنا انتہائی اہم ہے۔انہوں نے مزید کہا کہ مالیاتی نظام میں پائیداری اوراستحکام کے لیے ٹیکس کی پالیسی کو بہتر بنانے،توانائی کے شعبے اورقومی اداروں کو بھی بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔

نابالغ بچوں اور حاملہ خواتین کے دانتوں میں پارے کی بھرائی پر پابندی

وفاقی وزارت صحت نے پندرہ سال سے کم عمر بچوں اور حاملہ خواتین کے دانتوں میں بھرائی کے لئے پارے کے استعمال پر پابندی عائد کردی ہے۔تفصیلات کے مطابق پالیسی ادارہ برائے پائیدارترقی کے سینیئر ایڈوائزر ڈاکٹر محمود اے خواجہ کی تفصیلی تحقیق اوراس پر بین الاقوامی سطح پر پیش کئے جانے والے مقالاجات ورپورٹس متعلقہ اداروں کو فراہم کی گئیں جس کی روشنی میں وزارت صحت نے دانتوں میں پارے کی بھرائی پر پابندی عائد کی ہے۔یادرہے کہ انسانی صحت اورمرکری سے پاک ماحول کے لئے عالمی معاہدہ (Minamata Convention) جس کی 94 سے زائد ممالک توثیق کر چکے ہیں۔توقع ہے کہ پاکستان بھی اس سال توثیق کردے گا۔یورپی یونین دانتوں میں بھرائی کے لئے پارے کے آمیزے پر پہلے سے پابندی عائد کرچکی ہے۔جس میں پندرہ سال سے کم عمر بچے،حاملہ خواتین اوردودھ پلانے والی مائیں شامل ہیں۔تحقیق کے مطابق پارہ تیسری انتہائی مضرصحت اشیاء میں شامل ہے جو کہ انسانی حیات کے لئے انتہائی خطرناک بیماریوں کا سبب بن سکتا ہے۔وزارتِ صحت حکومت پاکستان کی طرف سے عائد کردہ پابندی کے حوالے سے ایس ڈی پی آئی کے سینیئر مشیر ڈاکٹر محمود اے خواجہ نے کہا ہے کہ یہ حکومت کا مستحسن قدم ہے جسے بہت پہلے اٹھائے جانے کی ضرورت تھی۔انہوں نے مزید کہا کہ اس پر عملدرآمد کا طریقہ کار واضح کیا جائے اورشفافیت کے عمل کو بھی یقینی بنایا جائے۔انہوں نے زور دیتے ہوئے کہا کہ اس حوالے سے کارکردگی کا جائزہ پارلیمانی سطح پر لیا جانا ضروری ہوگا تاکہ پاکستان کے عوام کی صحت کے حق کو مزید محفوظ بنایا جاسکے۔

حکومت خیبر پختونخواہ نے 15 سال سے کم عمر بچوں کے دانتوں میں پارہ کی بھرائی پر فوری پابندی عائد کردی

یورپی یونین دانتوں میں بھرائی کے لئے پارے کے آمیزے پر پہلے سے پابندی عائد کر چکی ہے۔

صوبائی حکومت خیبر پختونخواہ نے 15 سال سے کم عمر بچوں کے دانتوں میں مرکری (پارہ) کی بھرائی پر صوبے بھر میں فوری پابندی عائد کردی ہے جس کا مقصد کم عمر بچوں کو مہلک بیماریوں سے محفوظ رکھنا ہے۔

تفصیلات کے مطابق نظامت محکمہ صحت، کے پی کے کی طرف سے اعلامیہ نمبر (70-2405) کے ذریعے اس پابندی کا اطلاق کیا گیا ہے۔ اس امر کا اظہار ڈائریکٹر ہیلتھ سروسز ڈاکٹر ایوب روز نے ضلعی صحت افسران، میڈیکل سپرنٹنڈنٹس، ڈینٹل کالجز کے ڈینز کے اجلاس کی صدارت کے دوران پشاور میں کیا۔ انہوں نے شدید تحفظات کا مزید اظہار کرتے ہوئے کہا کہ صوبے بھر کے تمام اضلاع میں کام کرنے والے دندان ساز فوراً اپنے کارکنان کو سختی سے ہدایت کریں کہ 15 سال سے کم عمر بچوں کے دانتوں میں پارہ کی بھرائی سے اجتناب کریں۔ اس کا مقصد کم عمر بچوں کو کم سنی میں اس سے پیدا ہونے والی بیماریوں سے تحفظ فراہم کرنا ہے۔ پارے کی بھرائی کے نقصانات کے حوالے سے پالیسی ادارہ برائے پائیدار ترقی کی جامع تحقیق اور مستند اعداد و شمار پر مبنی رپورٹ کی روشنی میں یہ فیصلہ کیا گیا جس میں مرکری (پارہ) کے استعمال سے ممانعت کے حوالے سے کنونشن پر پاکستان سمیت 128 سے زائد ممالک کے دستخط شدہ ہیں۔ جس میں سے 93 ممالک اس کے عملی نفاذ کی جانب گامزن ہیں، اس پر پالیسی ادارہ برائے پائیدار ترقی کے سینئر مشیر برائے کیمیکل و پائیدار ترقی صنعت (Industry) نے حکومت کے پی کے کی طرف سے پابندی عائد کئے جانے اور کام کو سراہنے کا خیر مقدم کیا اور مزید وفاقی حکومت سے بھی مطالبہ کیا کہ اس کا نفاذ قومی سطح پر کر کے سختی سے مرکری (پارہ) کے استعمال پر پابندی عائد کی جائے۔

نئی نسل کو اقبال اور قائداعظم کے پاکستان کے نقطہ نظر کو سمجھنے اور پیروی کرنے کی ضرورت ہے: پروفیسر فتح محمد ملک

مشہور ادیب پروفیسر فتح محمد ملک نے پالیسی ادارہ برائے پائیدار ترقی (ایس ڈی پی آئی) کے زیر اہتمام یوم آزادی کے موقع پر اپنے ایک لیکچر میں کہا کہ تحریک پاکستان میں علامہ اقبالؒ اور قائداعظمؒ نے ایک جامع، ترقی پسند اور کثرت پسند ریاست کے لیے جدوجہد کی جہاں ہر شہری کو ذات، زبان اور مذہب سے بالائے تاک رکھ کر برابر حقوق میسر ہوں۔

پروفیسر ملک نے کہا کہ تحریک پاکستان کے بانیوں اور اس وقت کے مذہبی رہنماؤں کے درمیان پاکستان کی تخلیق پر بنیادی فرق اور اختلافات موجود ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت کے مشہور مذہبی علماء تحریک پاکستان کے خلاف تھے جبکہ قائداعظمؒ اور برصغیر کے مسلمانوں نے علامہ اقبالؒ کے خواب کو قبول کیا۔ اُنہوں نے کہا کہ ہماری نوجوان نسل کو پاکستان کی تاریخ کو سمجھنا چاہیے تا کہ وہ حقائق تک پہنچ سکے۔

انہوں نے کہا کہ اگرچہ طویل جدوجہد کے بعد ہم نے زمین کا ایک ٹکڑا حاصل کیا ہے، لیکن قائداعظمؒ اور علامہ اقبال کے خواب اور نقطہ نظر 71 برس کی آزادی کے بعد بھی پورا نہیں ہوسکا۔ انہوں نے مزید کہا کہ ہم نے لیاقت علی خان کے قتل کے بعد امریکہ کی غلامی قبول کر کے غلط راہ کا انتخاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ اس سیاسی عدم استحکام کے دوران اب ایک سیاسی قیادت کی ضرورت ہے جو تحریک پاکستان کے صحیح راستے پر عمل کرے اور ملک کو خوشحالی کی طرف لے جاسکے۔

گوادر کو ایک مستحکم اقتصادی شہر بنانے کے لیے ایک بہتر انتظامی فریم ورک کی ضرورت ہے: ماہرین

ڈاکٹر وقار احمد نے کہا کہ چین پاکستان اقتصادی راہداری مجموعی بیلٹ اینڈ روڈ انیشیٹو کے تحت سب سے فعال پروگرام ہے جہاں بحیرہ عرب کے ذریعے بہت سے تجارتی اور سرمایہ کاری کے منصوبوں پر کام ہو رہا ہے۔

مختلف وفاقی ،صوبائی اور مقامی انتظامی ڈھانچوں کی وجہ سے گوادر شہر ایک منقسم اور بکھرے ہوئے انتظامی نظام کی طرف گامزن ہے۔گوادر کو ایک مستحکم بندرگاہ اور اقتصادی شہر بنانے کے لیے ایک بہتر انتظامی فریم ورک ،شہر کی بنیاد پر اقتصادی ترقی کی حکمت عملی اور مقامی آبادی کے ساتھ اقتصادی خوشحالی کے اشتراک کی ضرورت ہے۔ان خیالات کا اظہار اقتصادی ماہرین نے پالیسی ادارہ برائے پائیدار ترقی (ایس ڈی پی آئی) کے زیراہتمام " گوادر کے انتظامی اور شہری ڈیزائن " کے عنوان سے ایک سیمینار کے دوران کیا۔

پبلک پالیسی کے مشیر نوید افتخار نے کہا کہ بندرگاہ اور شہر کے درمیان تعلق ایک دوسرے کی ترقی کو مضبوط بناتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ گوادر بندرگاہ جیسے شہر ملک کے لئے بہت زیادہ اقتصادی مواقع اور منافع فراہم کرتے ہیں۔انہوں نے اس بات پر روشنی ڈالی کہ غیر موثر گورننس کی وجہ سے گوادر میں پانی ،بجلی اور دیگر بنیادی ضروریات کا فقدان ہے۔ انہوں نے کہا کہ شہر کی ترقی کے لئے ناکافی وسائل ،شہری زمین کا غلط استعمال اور مقامی ماہی گیری اور آبادی کا ان کے مستقبل کے بارے میں خوف اہم چیلنج ہیں۔ انہوں نے تجویز کیا کہ مقامی انتظامیہ کے بنیادی ڈھانچے کو بہتر بنانے اور تجارتی تنازعہ کے حل کے لئے بین الاقوامی شراکت داری کو یقینی بنانا ضروری ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ہمیں گوادر کی مقامی شناخت ، ثقافت اور ورثہ کو تحفظ اور فروغ دینے کی ضرورت ہے۔

جوائنٹ ایگزیکٹو ڈائریکٹر ایس ڈی پی آئی ، ڈاکٹر وقار احمد نے کہا کہ چین پاکستان اقتصادی راہداری مجموعی بیلٹ اینڈ روڈ انیشیٹو کے تحت سب سے فعال پروگرام ہے جہاں بحیرہ عرب کے ذریعے بہت سے تجارتی اور سرمایہ کاری کے منصوبوں پر کام ہو رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ گوادر بندرگاہ کے ذریعے تجارت میں اضافہ متوقع ہے اور تاجکستان سمیت وسطی ایشیا کے ممالک نے بھی گوادر کے ذریعے تجارت کی خواہش کا اظہار کیا ہے۔انہوں نے کہا کہ پاکستان کو سمندر کے راستے تجارت کے فوائد سے مکمل طور پر مستفید ہونا چاہیے۔سی ای او سیکیور گلوبل ، عامر ظفر درانی نے کہا کہ پچھلے پانچ سالوں میں گوادر شہر میں کوئی شہری ترقی نہیں ہوئی جس سے حکومتوں کی سنجیدگی کا پتہ چلتا ہے۔انہوں نے کہا کہ ممکنہ اقتصادی منافعوں کو حاصل کرنے کے لئے مضبوط سیاسی عزم کی ضرورت ہے۔

تحقیق

تعلیمی بجٹ اور بجٹ کے عمل کا صنفی تجزیہ

خلاصہ

یہ تحقیق تعلیمی شعبہ میں سرکاری بجٹ کا صنفی تجزیہ فراہم کرتی ہے۔وفاقی اور صوبائی (پنجاب اور سندھ) میں مالی سال 2016ء سے 2018ء تک پرائمری سے سیکنڈری سطح پر وفاقی اور صوبائی اخراجات اور بجٹ پر صنفی تناظر میں جامع تجزیہ کیا گیا ہے۔ہم نے وفاقی دارالحکومت اسلام آباد، پنجاب اور سندھ کے صوبوں میں بجٹ کی تیاری کے عمل کا بھی تجزیہ کیا۔تحقیق کا مقصد صنفی بنیاد پر رقوم مختص کرنا اور اخراجات کے حوالے سے سفارشات مرتب کرنا ہے۔

اس تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ پاکستان میں سال 17-2016ء میں پانچ سے سولہ سال تک کے 2 کروڑ 28 لاکھ بچے اسکول نہیں گئے۔ان میں سے ایک کروڑ 52 لاکھ چھ ہزار 976 (لڑکوں کی تعداد تقریبا 50.01% اور لڑکیوں کی تعداد 49.99%) بچوں کا تعلق صوبہ پنجاب سے ہے جبکہ 64 لاکھ 13 ہزار 227 بچے (47.2 فیصد لڑکے اور 52.8 فیصد لڑکیاں) سندھ سے تعلق رکھتے ہیں۔وفاقی دارالحکومت کے 45 ہزار 35 بچے (ساٹھ فیصد لڑکے اور چالیس فیصد لڑکیاں) اسکول نہیں جاتے

پاکستان میں سال 17-2016ء میں پانچ سے سولہ سال تک کے 2 کروڑ 28 لاکھ بچے اسکول نہیں گئے۔

سندھ میں لڑکیوں کے اسکولوں میں زیادہ تعداد میں بنیادی سہولیات ناپید ہیں۔مثال کے طور پر 49 فیصد میں بجلی نہیں، 40 فیصد میں پینے کا پانی دستیاب نہیں، 32 فیصد میں ٹوائلٹ نہیں اور 29 فیصد کی چاردیواری نہیں۔اس کے برعکس پنجاب میں اسکولوں میں بنیادی سہولیات کی صورتحال نسبتاً بہتر ہے تاہم صوبے میں 6.5 فیصد اسکولوں میں بجلی نہیں، ایک فیصد میں پینے کا پانی نہیں اور ایک فیصد ٹوائلٹ جبکہ تین فیصد اسکولوں کی چاردیواری نہیں۔اسلام آباد کی صورتحال کا تجزیہ کریں تو صفر اعشاریہ چوبیس فیصد اسکولوں میں بجلی نہیں، 1.23 فیصد میں پینے کا پانی نہیں، دو فیصد میں ٹوائلٹ اور 2.4 فیصد کی چاردیواری نہیں۔ان میں سے زیادہ تر اسکول وفاقی دارالحکومت کی حدود میں پائے جاتے ہیں۔

یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ سال 17-2016ء میں سرکاری تعلیمی شعبہ کے تعلیمی بجٹ میں صنفی امتیاز موجود تھا۔سندھ میں پرائمری سطح پر رکھی گئی بجٹ رقم میں سے لڑکیوں کے لیے 22 فیصد جبکہ لڑکوں کے لیے 66 فیصد حصہ رکھا گیا۔اسکینڈری سطح پر تعلیمی بجٹ کا 14 فیصد لڑکیوں کے لیے جبکہ 30 فیصد لڑکوں کے لیے مختص کیا گیا اسی طرح پنجاب میں لڑکوں کی تعلیم کے لیے بجٹ کا زیادہ حصہ 25 فیصد جبکہ لڑکیوں کے لیے بجٹ کی 19 فیصد رقم رکھی گئی۔اسکینڈری سطح پر لڑکوں کے لیے 33 فیصد جبکہ لڑکیوں کے لیے 25 فیصد رقم مختص کی گئی۔اسلام آباد میں بجٹ کے حوالے سے صنفی توازن نسبتاً بہتر نظر آیا۔اسلام آباد میں پرائمری سطح پر لڑکوں کے لیے 34 فیصد اور لڑکیوں کے لیے 38 فیصد رقم رکھی گئی جبکہ اسکینڈری سطح پر یہ شرح حیران کن تھی تعلیمی بجٹ میں لڑکوں کے لیے 35 فیصد جبکہ لڑکیوں کے لیے 42 فیصد رقم مختص کی گئی۔

photo source: https://www.dawn.com/news/1335342

سفارشات

لڑکیوں کی تعلیم کے فروغ کے لیے مناسب فنڈز مختص کرنے کو یقینی بنانے کے لیے درج ذیل اقدامات ہونے چاہیں

1۔ بجٹ کی تیاری کے عمل کو مزید بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔ صنفی تخمینہ ابتدائی سطح پر ہی لگایا جانا چاہیئے جس سطح پر یہ بجٹ متعلقہ اداروں کو بھجوایا جاتا ہے۔

2۔ وفاقی اور صوبائی سطح پر سالانہ بنیادوں پر تیار ہونے والے بجٹ اسٹریٹجی پیپر میں صنفی توازن کی بنیاد پر متوقع اخراجات کی وضاحت ہونی چاہیے۔ یہ اہم ہے تاکہ سال کے اختتام یا وسط میں وسائل اور نتائج کا حقیقی موازنہ کیا جا سکے۔

3۔ ہر سال بجٹ کے حصہ کے طور پر وسط مدتی بجٹ فریم ورک میں ختم ہونے والے سال میں صنف کی بنیاد پر فنڈز کی تقسیم کو موثر انداز میں پیش کرنے کی ضرورت ہے اس میں جاری سال کے نظر ثانی شدہ تخمینہ جات اور آئندہ سال کے لیے فنڈز مختص کرنا شامل ہونا چاہیئے۔ قومی اور صوبائی اسمبلیوں میں بجٹ پر بحث کے دوران قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے سیکرٹریز کو ایجنڈے میں ایک نکتہ شامل کرنا چاہیئے جس کے تحت فنانس ایکٹ میں صنفی بنیاد پر تبدیلیوں کو زیر بحث لایا جا سکے:

تعلیمی بجٹ میں کچھ ڈھانچہ جاتی تبدیلیوں کی بھی ضرورت ہے مثال کے طور پر:

1۔ تمام صوبوں کے پرائمری، اسکینڈری اور اعلیٰ تعلیم کے بجٹ اخراجات میں توازن لانے کی ضرورت ہے۔ اس وقت پرائمری سطح پر ہر طالب علم پر فی کس خرچہ اسکینڈری اور اعلیٰ تعلیم کے خرچہ سے انتہائی کم ہے۔ کچھ علاقوں میں، وفاقی اور صوبائی حکومتیں پرائمری اسکولوں کے طالب علموں کے مقابلے میں اسکینڈری اسکولوں کے طالب علموں پر دس گنا زیادہ خرچ کرتی ہیں۔ تمام صوبوں میں لڑکیوں کے لیے مخصوص پرائمری اسکولوں کے لیے مناسب رقم نہیں رکھی جاتی۔

2۔ بنیادی ڈھانچے (سرکاری اخراجات) اور اساتذہ کی استعداد کار بڑھانے (انسانی ترقی) کے ساتھ ساتھ خاص طور پر لڑکیوں کے اسکولوں کے لیے متوازن بجٹ کا ہونا بھی ضروری ہے۔ اس وقت ڈھانچے کی تعمیر پر خاص توجہ دی جا رہی ہے جو کہ ضروری بھی ہے اور اسے نظرانداز نہیں کیا جانا چاہیئے تاہم اساتذہ کی استعداد کار کو بڑھانے پر بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ معاشرے پر دُور رس اثرات کو مدنظر رکھتے ہوئے لڑکیوں کے لیے مخصوص اسکولوں میں اساتذہ کی استعداد کار کو بہتر بنانے پر خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

3۔ فنانس ایکٹ میں لڑکیوں کی تعلیم کے لیے رکھے گئے بجٹ کے درست استعمال کے لیے موثر نگرانی کی ضرورت ہے۔ صوبائی حکومتیں اس حوالے سے قانون سازی کر سکتی ہیں کہ لڑکیوں کی تعلیم کے لیے مالی سال میں مختص کی گئی رقم کا کسی دوسری مد میں استعمال نہ ہو سکے۔ وفاق کی سطح پر موجود قانون۔ Fiscal Responsibility and Debt Limitation Act (مالیاتی ذمہ داری اور قرضے کی حد کا قانون) صوبوں کے لیے مددگار ثابت ہو سکتا ہے

اس رپورٹ کی تیاری میں پالیسی ادارہ برائے پائیدار ترقی (ایس ڈی پی آئی) اور پلان انٹرنیشنل، اسلام آباد کا باہمی تعاون شامل ہے۔

پراجیکٹ ٹیم ممبرز:

رابعہ منظور، رابعہ تبسم، ڈاکٹر وقار احمد، ولید اکرام، جنید زاہد اور سلیم منیر

پالیسی ادارہ برائے پائیدار ترقی (ایس ڈی پی آئی) اسلام آباد، پلان انٹرنیشنل، اسلام آباد